"انسانیت اور تمدّن کی صبح"

از

(جناب ڈاکٹر محمد احمد صدیقی ایم ۔ اے ڈی فل الہ آباد یونی ورسٹی)

تمہید آج اگر کوئی شخص آغازِ انسانیت اور صبحِ تمدن کی جستجو کرتا اور اس پر قلم اُٹھانا چاہے تو اس راہ میں اسے دو بڑی مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے دُھن میں عقل سلیم اور عزمِ مستقیم سے کام نہ لیتا رہا تو یہی مشکلیں اسے ناکام کر کے رہیں گی ۔

پہلی مشکل تاریخ کی بے چارگی ہے یعنی عقل کے اس بادشاہ نے انسانیت کے آغاز کا نام " دورِ مُظلم ۔ اور عہد تاریخ " رکھ کر اس راہ کے ہر مسافر کی مدد کرنے سے یک لخت انکار کر دیا ہے ۔ یہاں عقلِ عام کی نہیں بلکہ عقل " سلیم " کی ضرورت ہے کیوں کہ تاریخ کے راز درون پردہ سے واقفیت صرف اسی کو حاصل ہے وہ جانتی ہے کہ :

"تاریخ غریب کا تو سارا راس المال افواہِ انام اور شہرتِ عام ہے اور بس ۔ کوئی واقعہ جو دنیا میں رونما ہوا ہو اس کی جس قدر جزئیات اور تفصیلات زیادہ سے زیادہ انسانوں کو یاد رہ گئی ہوں پھر وہ چاہے جس عنوان اور جس ترتیب سے بھی یاد رہی ہوں ۔ بس انھیں تفصیلات کو قلمبند کر لینا ہی اس عقلیت کے بادشاہ کا سارا کارنامہ ہے"، حالانکہ یہ بات تو محض ایک ثانوی چیز تھی کہ عام لوگ اس واقعہ سے کس طرح متاثر ہوتے ۔ اصل چیزیں جو دیکھنے اور لکھنے، سیکھنے اور یاد رکھنے کی تھیں وہ ایک تو وہ نفسیاتی محرکات تھے جن سے وہ واقعہ رونما ہوا [مگر تاریخ نے ان کو یہ کہہ کر یکسر نظر انداز کر دیا کہ ان کی تلاش و بحث علم النفس کی حدود میں داخل اور میرے دائرۂ عمل سے خارج ہیں] دوسرے اس کی تلاش ضروری تھی کہ اس واقعہ کے ناقلین آیا ہیں بھی ایسے بلند کردار یا نہیں جن سے تاریخ میں اقوال و اخبار

نقل کیے جاسکیں۔ کیوں کہ اس فن سے تعمیرِ انسانیت، اصلاحِ مستقبل، اعتبارِ داستان کے اہم کام لیتے ہیں۔ تیسرے یہ بات دیکھنی چاہئیے تھی کہ ناقلین کا ماخذ اور غرض اس نقل سے متعلق آیا اس قابل بھی ہے کہ اس پر اعتبار کر لیا جائے یا نہیں یعنی اگر ان کا ماخذ مشاہدہ یا شہادتِ معتبرہ ہو اور اگر ان کی غرض صحیح ہو فاسد نہ رہی ہو تب تو تاریخ میں اس کو جگہ دی جانی چاہئیے ورنہ نہیں مگر آج تاریخ غریب تو اتنے پر بھی مطمئن ہے کہ کوئی تجارت پیشہ شخص ہوسِ زر کی غرض سے کچھ تحریری انبار جمع کر دے پھر تاریخ اس پر بھی اپنا لیبل لگا دیتی ہے!!"

رہی خود شہرتِ عام اور افواہِ انام اس کا سرچشمہ سو فی صدی روایاتِ مذہبی ہوتا ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے اور تمام تاریخیں اس حقیقت پر متفق بھی ہیں کہ جملہ کتبِ تاریخ کا قدیم سے قدیم منبع و ماخذ توراۃ اور صحفِ ابراہیم (کتاب مقدس کا عہدِ عتیق) ہی ہے اور وہی سب سے سچی اور معتبر تاریخ بن بھی سکتی تھی حالانکہ اس میں تحریف ہوئی لیکن اگر کوئی صحیفہ آسمانی، تحریفِ انسانی سے محفوظ رہ گیا ہو تو پھر اس کے اعتبار اور استناد کا کیا کہنا ہے[اس لئے وہ خدائے برحق کا کلام ہے۔ نبیوں جیسے سچے لوگوں پر وہ کلام انتہائی حفاظت سے آسمان سے اُتر کر آیا اور پھر نیک لوگوں نے اسے جمع اور نقل کیا۔

بہرحال اس تمہید کا خلاصہ یہ نکلا کہ عہدِ قدیم کی واحد معتبر تاریخ، روایاتِ مذہبی اور صرف روایاتِ مذہبی ہی ہو سکتی ہے اس لئے صحیح تمدن کی جستجو میں روایاتِ مذہبی کی طرف رجوع کرنا چاہئیے خیر یہ تو پہلی مشکل کا سر کرنا ہوا اب دوسری مشکل جو حوصلہ شکن ہوتی ہے وہ ابناءِ زمانہ کا طعنِ بے اعتباری اور ضربِ بے التفاتی ہے یعنی لوگ کچھ اس طرح تاریخ سے مرعوب اور اس کی چاشنی سے لذت اندوز ہو چکے ہیں کہ اب وہ روایاتِ مذہبی کو پایۂ اعتبار سے ساقط اور "اساطیر الاولین" میں (نعوذ باللہ) داخل سمجھتے ہیں تو اس مرحلہ پر "عزمِ مستقیم" کی ضرورت ہے۔ اگر وہ بے لوثی سے علم کی خدمت کی غرض سے یہ کام کرنا چاہتا ہے تو پھر جس طرح وہ تاریخ کی کم مائیگی اور بے چارگی کی حدود سے باوقارانہ نکل گیا اسی طرح اسے

کم فہموں اور "بدمذاقوں کے طعنِ مذہبیت اور ضربِ کم اتفاقی" کی زد سے بھی دامن کشاں نکل جانا چاہیے اُسے اپنے کام میں توزیادہ سے زیادہ محنت، حسنِ انتخاب، عقل وانصاف کے ساتھ کام کرنا چاہیے مشکلاتِ تاریخ وبنی نوع میں تو اُسے یہ شعر بطور ورد پڑھتے رہنا چاہیے

از ردّ و ہم قبولِ تو فارغ نشستہ ایم   اے آنکہ خوب مانتناسی زرشتِ ما (شبلی)

یہاں یہ بھی بیان کردینا بہت ضروری ہے کہ ہر چند کہ میرا موضوع "صحیح تمدن اور آغازِ انسانیت" ہے مگر بعض ضرورت کے ماتحت آفرینشِ عالم یا بعض دوسرے مباحث کا ذکر بھی ناگزیر ہے اس لئے اجازت خواہ ہوں کہ پہلے ان کو بھی مختصراً بیان کردوں۔

عالم | اس سلسلہ میں پہلے تو آفرینشِ عالم کا کچھ ذکر ناگزیر ہے اس لئے کہ اول تو بغیر اس کے خود "انسانیت" کی تاریخ بھی کچھ ناتمام ہی سی رہے گی دوسرے بعض قوموں کی روایاتِ مذہبی میں انسانِ اول اور آفرینشِ عالم سے متعلق جو نظریات بیان ہوئی ہیں میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ بہتیرے گلوں کے پیچے وہ روایات مشکل ہی سے اُترتی ہیں اس لئے میں یہاں اس سلسلہ میں وہ روایاتِ مذہبی بیان کروں گا جو تین بڑی قوموں (یہودی، عیسائی، مسلمان) کا مشترک (بہ استثناء تحریفات) اور اس طرح دنیا کا بہت قدیم مذہبی عقیدہ اور دنیا کی بہت بڑی اکثریت کا متفق علیہ نظریہ ہے!

اللہ تعالےٰ نے زمین وآسمان کو خلقت آدمؑ (انسانِ اول) سے بہت قبل پیدا کیا تھا جب زمین کا فرش۔ آسمان کی چھت۔ سورج کا گیس۔ چاند کا لیمپ۔ ستاروں کے قمقمے درختوں کی چھتریاں۔ دریاؤں کی نالیاں۔ پہاڑوں کے ذخیرے اور کانیں بن بنا گئیں اور قصرِ عالم مکمل ہوچکا اور اس کے لئے فرشتوں کے ہرکارے پیادے مقرر ہوتے تو پہلے اس دنیا میں وہ مخلوق بسائی گئی جس کا نام جن تھا جب انھوں نے دنیا میں بہت ادھم مچایا تو خدا کے حکم سے فرشتوں (پیادوں) نے ان میں سے زیادہ شریروں کو قتل اور بعض کو پہاڑوں سمندروں اور جزیروں میں مار بھگایا تاکہ زمین کسی نئی مخلوق کے لئے صاف ہوجائے۔ جنوں کی یہ

آبادی (انسانوں سے قبل) نہ معلوم کتنے ہزار برس رہی۔ بعض کتابوں (تفسیر حقانی) میں تو لاکھوں کروڑوں برس کی مدت لکھی ہے۔

آدمؑ پھر خدا نے ساری روئے زمین کی تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر خاص اہتمام (اپنے دونوں یدِ قدرت) سے ایک نئی مخلوق کا پتلا بنایا جو اس وقت کی تمام مخلوق سے الگ ایک نئے سانچے (جدید ماڈل اور نمونہ) اور بڑی خوبیوں اور طاقتوں کا پتلا تھا۔ خدا تو یہ بھی کر سکتا تھا کہ مٹی کے بغیر اور اسے چھوئے بغیر بھی انسان کو پیدا کر دے مگر چونکہ اسے احسن تقویم بنانا تھا اس کے اندر عجیب عجیب متضاد کل پرزے رکھنے تھے۔ نیز اسے اپنے پیدا کردہ اسباب کی دنیا میں رکھنا اور یہ سکھانا تھا کہ اپنی پیدائش کو یاد کر کے خود اسباب ہی کے ماتحت رہا کرے اس لئے اس کی پیدائش میں اسباب ظاہری سے کام لیا اور اس وقت کی تمام اہم مخلوق یعنی آسمانی فرشتے۔ زمینی فرشتے، جن سب سے کہا کہ یہ میرا خلیفہ اور جانشین ہے کہ زمین میں رہ کر میری حکومت ماننے اور منوانے کا لہذا تم اس کے سامنے جھکو سلامی دو اور اس کی برتری کا اقرار کرو۔

آسمانی اور زمینی فرشتوں نے تو سب نے تعمیلِ حکم بخوشی کی اور ظاہر ہے کہ جب سب فرشتوں نے اس کی برتری مان لی تو ہر چیز مثلاً زمین سے پیدا ہونے والا لوہا۔ پتھر۔ درخت اور آسمان سے پیدا ہونے والے چاند۔ سورج۔ دریا وغیرہ بھی اس کے ماتحت قدرتی طور پر ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان درخت، لوہے، پتھر سے جو کام لینا چاہتا ہے (خدا کے بنائے ہوئے اصول و حدود کے اندر اندر) تو ہر بار خدا کے تازہ حکم سے اس پر مقررہ فرشتے اس کی خواہش پوری ہو جانے دیتے ہیں کیوں کہ درخت۔ پتھر۔ دریا پر کے فرشتے پہلے ہی اس کی اطاعت کا اقرار کر چکے ہیں لیکن ایک جن۔ عزازیل اور ابلیس نامی نے سجدہ نہ کیا۔ اس کو آدم کے سامنے جھکتے اس کی برتری تسلیم کرتے عار آئی اور اس کی طبیعت اور نفس نے اس کو اپنے لئے ذلت سمجھا حالانکہ اگر وہ سجدہ کرتا تو یہ آدم کے سامنے اس کی ذلت نہ تھی وہ تو براہِ راست خدا کے حکم کی تعمیل ہوتی۔ خود عزازیل سے بڑی بڑی طاقت والے فرشتے جبرئیل و میکائیل وغیرہ مع اپنے دفتر کے

پورے عملہ اور اپنے اشتاف کے آدمؑ کی اطاعت کا اقرار کر چکے تھے اور انھوں نے اس میں اپنی ذلت نہ سمجھی مگر وہ اپنے نفس کے کہنے میں آگیا۔ آہ کہ اس نفس کا حال یہ ہے کہ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا" جو اسے نکھار سکا وہ تو کامیاب اور فرشتہ بن گیا اور جو اسے بلّی کے گُو کی طرح دبائے چھپائے اپنے ساتھ لئے رہا وہ نامراد اور شیطان بنا!!

خلافتِ ارضی کے لئے اسے ضروری تعلیم بھی دربارِ حق سے ملی جس پر فرشتے بھی عش عش کرنے لگے۔ ایک طرف تو یہ تعلیمی تفوق ان میں تھا۔ دوسری طرف ان کا یہ بھولا پن بھی ملاحظہ ہو کہ اسی عزازیل نے جب خدا کی قسم کھا کر ان سے خدا کے حکم کے خلاف کرنے کو کہا تو یہ ویسا کر بھی بیٹھے۔ یہی ایک واقعہ ان کے عجیب و غریب ہونے کو ظاہر کر دینے کے لئے کافی ہے علم میں فرشتوں کے بھی استاد اور دانا۔ اور بھولے پن میں انتہائی نادان۔ گویا وہ انتہائی ترقی یافتہ (بہترین آخری نمونہ) کی مشین تھے کہ آگے جانے میں کوئی دوسری مشین (فرشتہ جن) بھی ان سے سبقت نہیں لے جا سکی اور پیچھے رہ جانے میں عزازیل جیسی خرابی کی مشین سے بھی ہار گئے۔ اس طرح خیر و شر کا جامع اضداد کا مجموعہ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اور اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ کا بیک وقت مصداق انسان کے علاوہ کوئی دوسرا مخلوق نہ تھا۔ مخلوقات کی انواع میں سب سے آخری اور ترقی یافتہ اور ہر قسم کی صفات رکھنے والا خاص مخلوق انسان ہی تھا۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عالم کی بہتری اور انسان کی برتری میں حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کس قدر حصہ اور احسان ہے۔ عالم کی بہتری کو تمدن کہتے ہیں۔ اور آدم کی برتری کو تدین۔ تو اگر آپ انسانوں کی پوری زندگی کے تمام کاموں کو تقسیم کریں گے تو پائیں گے کہ وہ ذیل کے پانچ عنوانوں میں سے کسی نہ کسی میں ضرور داخل ہوں گے۔ انھیں پانچوں کے مجموعہ کو تہذیب (یعنی تمدن و تدین کے بہترین امتزاج) کہتے ہیں:۔

اعتقادات[1] و نظریات۔ اخلاق[2] و کردار۔ رسوم پرستش[3] و دیانات۔ معاملات

اور خلق سے تعلقات ۔ معاشرت اور وضع

چونکہ انسانیت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا ہے وہی انسان اول تھے اس لئے ہمیں انھیں کی لائف میں خوردبینی نگاہوں سے وہ امور چھانٹنے ہیں جو تمدن یا مدنیت کا سنگِ بنیاد بنے ہیں اور ایسے امور بلاشبہ حضرتِ آدمؑ کے حالات اور واقعات کے ضمن میں موجود ملتے ہیں مگر ہوتا یہ ہے کہ لوگ انھیں معمولی اور انفرادی حال سمجھ کر (اور بعض آزاد خیال تو معاذ اللہ افسانہ کہہ کر) نظر انداز کر جاتے ہیں حالانکہ وہ تہذیب و تمدن کی "خشت اول" ہیں جن پر بعد کے انبیا کی تعلیمات عامّہ و خاصّہ سے پوری عمارت بحمد اللہ تیار ہوگئی ہے ۔

(الف) **اعتقادات و نظریات** :۔ ۱ ۔ خدا کو پہچاننا :۔ یہ بات ان کو نبی ہونے کی وجہ سے بھی اور دوسرے انسانوں کی صحبت نہ پانے کی وجہ سے بھی حاصل تھی اس سے معلوم ہوا کہ پہلا انسان موحّد بھی تھا ۔ یعنی کفر و ایمان میں سے جو چیز پہلے انسان میں تھی وہ ایمان ہے ۔ کفر بعد میں دوسرے انسانوں کی ایجاد ہے ۔

۲ ۔ اپنے کو اللہ کا محتاج اور اللہ سے کم جاننا :۔ اس کا مشاہدہ اور یقین انھیں قدم قدم پر ہوتا تھا ۔

۳ ۔ کائنات کی تمام دوسری مخلوق حتےٰ کہ فرشتوں ۔ پہاڑ دریا ۔ چاند سورج درخت سے اپنے کو برتر ۔ بہتر اور افسر جاننا :۔ فرشتوں کے سجدہ سے یہ بات واضح ہوگئی یعنی انسان کا مرتبہ چونکہ خدا کے بعد اور بقیہ سب سے اشرف و افضل ہے اس لیے دوسروں کو اس کے سامنے جھکنا چاہئے نہ یہ کہ یہ کسی دوسرے کے سامنے جھکے (قرآن)

۴ ۔ یہ جاننا کہ انسان کا شرف نفس کی مخالفت ہی میں ہے :۔ خود ابلیس کے بہکنے سے بھی یہ بات ظاہر ہوگئی تھی اور پھر اپنی غلطی سے جب خدا کی خفگی ہوئی تو اس سے بھی یہ بات واضح تر ہوگئی ۔ (قرآن)

۵۔ نافرمانوں کی تمدنی ایجاد کو بھی خدا کی طرف سے جاننا:۔ قابیل نافرمان کو خدا نے کوّے کے ذریعہ پہلی انسانی لاش کو دفن کرنا الہام فرمایا (قرآن)

۶۔ علم کو خدا کی طرف سے جاننا:۔ خدا نے انھیں تو ان کی استعداد کے مطابق اشیأ کا ان کے ناموں کا۔ ان کے خواص کا علم سکھایا اور فرشتوں کو یا دوسری مخلوقات کو ان کی استعداد کے مطابق (قرآن)

(ب) اخلاق و کردار

۱۔ حیا و شرم کرنا:۔ جنت میں جہاں انسانوں میں صرف آدم خود اور ان کی بیوی تھیں وہاں بھی ننگے ہونے کو بُرا جانا۔ (قرآن)

۲۔ ندامت و توبہ:۔ غلطی کے بعد اپنے خطا کار ہونے کا یقین جیسا دل میں پیدا ہوا اسی کے مطابق زبان سے بھی کہا اور روئے اور آئندہ نافرمانی نہ کرنے کا عزم کیا۔ (قرآن)

۳۔ تواضع:۔ پیدا ہونے کے بعد آدمؑ نے اللہ کے حکم سے فرشتوں کو جو اُن سے درجہ میں کم تھے سلام کیا تھا جو اعلیٰ درجہ کی تواضع تھی (حدیث)

(ج) رسوم پرستش و دیانات

۱۔ خدا کی تعریف و حمد زباں سے کہنا:۔ پیدا ہونے پر آدمؑ کو چھینک آئی تو خدا نے ان کو سکھایا کہ الحمد للہ (خدا کا شکر ہے) کہو (حدیث)

۲۔ صبح سو اُٹھنے کے بعد خدا کی یاد:۔ جب دنیا میں آنے کے بعد اُن کی توبہ قبول ہوئی تو جذبۂ تشکر میں انھوں نے خدا کے سامنے سر جھکایا اور پیشانی زمین سے رگڑی۔ (حدیث) چنانچہ نماز فجر آپ کے اُن سجداتِ نافلۂ تشکریہ ہی کی یادگار میں بعد کے لوگوں پر فرض ہوئی۔

۳۔ نعمتیں کھانے کا شکریہ:۔ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو لغزش و معصیت کے اثرات جو چہرہ پر عارض ہو گئے تھے وہ دور ہو گئے آپ نے تین روزے رکھے جو اتفاق

سے چاند کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخوں میں تھے (حدیث) چنانچہ ان تاریخوں میں ایام بیض کے روزے آپ ہی کی یادگار ہیں۔

۴۔ خدا کی یاد کے لئے گھر بنانا:۔ آدمؑ نے حضرت جبرئیل کی مدد سے سب سے پہلا مکان خدا کی یاد ہی کے لئے بنایا وہ یہی خانہ کعبہ ہے (قرآن)

۵۔ خدا کی محبت اور یاد میں کچھ رسوم کرنا:۔ آدمؑ نے طواف اور بوسہ اُس گھر میں خدا کے حکم سے شروع کیا۔

۶۔ خدا کے قرب کے لئے نذر بھینٹ چڑھانا:۔ خدا نے آدمؑ کے ذریعہ ہابیل و قابیل کو قرب حق کے لئے بھینٹ چڑھانے کا حکم دیا (قرآن)

(د) معاملات اور تعلقات:

۱۔ نکاح:۔ چنانچہ جوا سے ان کا جائز اور قانونی تعلق خدا نے خود لگایا اور ان کے لڑکیوں اور لڑکوں کا باہم نکاح ایک خاص قانون سے جاری کیا (قرآن و حدیث)

۲۔ قتل کی مذمت:۔ ہابیل قابیل کے قصہ سے واضح ہے۔ (قرآن)

(ہ) آدابِ معاشرت اور وجہ معیشت:

۱۔ زمین جوتنا اور غلہ اُگانا:
۲۔ کپڑا بُننا:
۳۔ بڑوں کی عزت کرنا:
} حدیث میں حضرت آدمؑ سے ان کاموں کا ثبوت بھی ملتا ہے

۴۔ مردہ کو زمین میں دفن کرنا:۔ ہابیل کی لاش سب سے پہلی لاش انسانی تھی وہ دفن ہی کی گئی۔ (قرآن)

۵۔ مردہ کو غسل اور کفن دینا:۔ حضرت آدمؑ کی وفات پر حضرت شیثؑ (جانشینِ آدم) نے حضرت جبرئیل کی مدد سے غسل اور کفن دیا (حدیث)

۶۔ نمازِ جنازہ پڑھنا:۔ حضرت شیثؑ نے حضرت آدمؑ پر نماز پڑھی (حدیث)

۷۔ ملاقات پر باہم سلامتی کی دعا ایک دوسرے کو دینا:۔ حضرت آدمؑ نے فرشتوں کو خود سلام کیا اور فرشتوں نے جواب دیا۔ خدا نے فرمایا اسی طرح تم اور تمہاری اولاد کیا کرو۔ (حدیث)

۸۔ چھینک پر خدا کی یاد کرنا:۔ گزر چکا۔

انتباہ:۔ ۱۔ میں نے کچھ خوفِ طوالت سے اور کچھ غایت ظہور ووضاحت کے باعث تشریحی حوالے ان امور کے نہیں دئے۔ صرف مجمل حوالوں پر اکتفا کیا۔

۲۔ میں اپنے محدود علم سے اسی قدر باتیں سیرتِ آدمؑ سے تہذیبِ عالم کے سلسلہ میں نکال سکا ہوں۔ وفوق کل ذی علم علیم

ان امورِ تمدن وتدین کے علاوہ سیرتِ آدمؑ سے حسبِ ذیل باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں:۔

۱۔ دنیا میں انسان کی آبادی سب سے پہلے مکہ میں بسا۔ اسی وجہ سے مکہ کا نام بکہ کے علاوہ ام القریٰ بھی ہے۔

۲۔ دنیا میں سب سے پہلا مکان شہر مکہ میں خانۂ کعبہ بنا اور خدا کی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

۳۔ دنیا میں سب سے پہلا قتل عورت کے لئے ہوا۔

۴۔ دنیا کا پہلا انسان باعلم اور باحیا (متمدن) تھا نہ کہ وحشی۔

۵۔ دنیا میں پہلی لاش شہید کی تھی اور جو لباس اس کے جسم پر تھا اسی میں دفنائی گئی اس لئے شہید کا آج بھی یہی حکم ہے کہ بے غسل اسی لباس میں دفنایا جائے۔

۶۔ دنیا کے پہلے انسان کی ضروریات گو کم تھیں وہ ان کو بھی از خود نہیں حاصل کر سکتا تھا اس لئے خدا نے تمدن وتدین دونوں کے طریقے اور قوانین خود اسے سکھائے اور اس کا طریقہ یہ رکھا کہ وہ قوانین جبرئیل نام فرشتے کے ذریعہ اپنے خاص خاص بندوں کے پاس بھیجے۔ یہ قوانین ”وحی“ کہلاتے۔ اور وہ خاص بندہ پیغمبر۔

۷۔ آدمؑ سے لے کر نوحؑ تک (تقریباً دس بارہ پشت ایک ہزار سال تک) تدین سے متعلق تو بہت کم قوانین ہوتے تھے کیوں کہ وہ انسانیت کے بچپن اور معصومیت کا عہد تھا۔ صرف بہت ہی اہم قوانین مثل ایمان باللہ۔ ایمان بالرسول۔ ایمان بالیوم الآخر وغیرہ اُترتے تھے البتہ تمدن سے متعلق امور و قوانین بہت اترتے تھے اور اس وقت انھیں کی ضرورت بھی تھی (بیان القرآن ج ۸ ص ۵۲) پھر جب حضرت آدمؑ نے تمدن کی داغ بیل ڈالی اور سنگ بنیاد رکھ دیا اور اُن کے بعد کی پشتوں کے ذریعہ تمدن کی عمارت بھی اُٹھ چکی اور اس کے متعلق ضروری سمجھ بوجھ انسانوں کو مل گئی تو حضرت نوحؑ پر اور ان کے بعد کے تمام انبیاء پر صرف تدین کے قوانین نازل ہوئے جن کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

لیجئے یہ تھے ہمارے آپ کے اور ساری دنیا کے انسانوں کے باپ (ابو البشر) حضرت سیدنا آدمؑ کے احسانات تہذیب (تمدن و تدین) عالم کے ایجاد میں۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز کی ابتدا ہی مشکل ہوتی ہے۔ ابتدا کے بعد اس میں ترقی و اضافہ اتنا مشکل نہیں ہوتا اس لئے آپ ذرا غور سے ان کے احسانات جو تہذیب عالم کی راہ میں ہوئے نگاہ ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ فی الواقع اگر باپ ہی اپنی اولاد کو تمدن و تدین نہ سکھائے تو بچوں کو مہذب بنانے اور کون آئے گا۔

آئیے ہم آپ ان کے احسانات کے شکر کا کچھ ہی حصہ ادا کریں اور سچے احسان مند دل سے ان کی پاک روح کو خوش کرنے کے لئے ایک بار کہیں کہ

"ہم سب کی طرف سے ان کی روح پاک پر خدا کے لاکھوں سلام"

صراطِ مستقیم

انگریزی زبان میں اسلام کی صداقت پر ایک معزز یورپین نو مسلمہ خاتون کی مختصر اور بہت اچھی کتاب۔ محترم خاتون نے شروع میں اپنے اسلام قبول کرنے کے مفصل وجوہ بھی تحریر کئے ہیں۔
قیمت دس آنے (۱۰/)